(بقیہ اشارات) مسرور ہوتا ہے۔ اور حضورؐ کے دین سے ٹکرانے والی تحریکوں کے لیے اپنی توانیں استعمال کرتا ہے، تو پھر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی محبتِ رسول کے کیا معنی ہیں۔
ایمان ہے تو اطاعت ایمان کا واضح ثبوت ہے۔

محمد رسول اللہ کا ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ کے اُس احسان کو مانا جائے جو آپؐ نے دین کو دوسروں تک پہنچانے اور اُسے پھیلانے اور اُسے غالب کرنے کی جان گسل مہم کی صورت میں کیا، اور اس میں ہر قسم کی قربانیاں اور جان فشانیاں کھپائیں۔ آپ کی اسی محنت و قربانی کا نتیجہ ہے کہ ہم تک نعمتِ ایمان پہنچی۔ اِس احسان کا کوئی بدلہ دینا ہمارے بس میں نہیں ہے۔ ہمارے اس جذبۂ ممنونیت کو اللہ تعالیٰ نے یہ راستہ دکھایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے، یعنی خدا سے دُعا کی جائے کہ اے اللہ! تو ہم بے نواؤں کی جانب سے حضورؐ پر انوار اور رحمتیں نازل فرما۔
حضورؐ پر درود بھیجنا فرض ہے، مگر اس بارے میں غلو نہ کیا جائے۔ مناسب ہوگا کہ دُرود سے متعلق چند حقیقتیں یہاں عرض کر دی جائیں۔

۱- درود کوئی نعرہ نہیں ہے، بلکہ ایک عاجزانہ دُعا ہے۔ دُعا اُسی طرح کرنی چاہیے جیسے دُعائیں کی جاتی ہیں۔

۲- جتنا درود پڑھنا لازم ہے، اتنا خدا تعالیٰ نے نمازوں کے اندر رکھ دیا ہے۔ پھر دُعاؤں کے ساتھ اور خطبوں میں درُود شریف پڑھا جاتا ہے۔ زائد بطور نفل کوئی جتنی بار چاہے پڑھے مگر دوسروں سے کسی مستحب کا مطالبہ وصولی سے نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں جس محفل یا گفتگو میں نبیؐ اکرم کا ذکر آئے، اس میں کم سے کم ایک بار درود شریف پڑھ لینا چاہیے۔

۳- درود پڑھنے کے لیے اگر قیام کچھ بھی ضروری ہوتا تو..... خدا اور رسول التحیات میں بحالتِ قعود پڑھنے کا طریقہ مقرر نہ کرتے۔ شریعت کا تقاضا ہوتا تو نماز میں درود بحالتِ قیام پڑھنا لازم ہوتا۔

۴- درود یا کوئی دوسرا ذکر بآوازِ بلند مساجد میں نمازوں کے آگے پیچھے پڑھنے سے ایسے نمازیوں کی نماز میں خلل آ سکتا ہے جو سنتیں یا نوافل پڑھ رہے ہوں نیز سرّی ذکر کرنے والے اصحاب کے لیے

بھی مشکل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا مساجد میں تمام مسلک کے مسلمانوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ جہری ذکر کوئی شخص گھر پر جیسے چاہے کر سکتا ہے۔

۵۔ درود کو جس طرح اذان کا جزو بنایا جا رہا ہے (خصوصاً لاؤڈ اسپیکروں کے اس دور میں) اس کی کوئی نظیر نہ دورِ رسالت میں ملتی ہے، نہ دورِ خلفائے راشدین میں، بلکہ بعد کی صدیوں کی صدیاں بھی اس سے خالی ہیں۔ یکایک چودھویں صدی میں یہ سلسلہ خاص برصغیر میں شروع ہوا۔

عباداتِ خمسہ اور ان کے متعلقات (جیسے کہ وضو اور اذان نماز کے متعلقات ہیں) میں اگر اضافہ و ردوبدل کو جائز رکھا جائے تو سارا انتظام اُدھڑ سکتا ہے۔ ایک نے کہا کہ اذان سے پہلے درود ضروری ہے، دوسرے نے کہا کہ اقامت سے پہلے ضروری ہے، تیسرے نے کہا کہ رکعت کے اندر سورۂ فاتحہ سے پہلے پڑھنا ضروری ہے، یا رکوع و سجود میں ضروری ہے تو اس کا رد کس بنا پر ہوگا؟ اپنی اپنی پسند کی چیزیں داخل کرنے کا سلسلہ چلے تو کوئی کہے گا کہ سورۂ اخلاص پڑھی جائے، کوئی کہے گا کہ آیت الکرسی کا ورد ہونا چاہیے اور کوئی کہے گا کہ آیت کریمہ پڑھی جائے۔

۶۔ درود کو درود کے مقام پر ہی رکھنا چاہیے۔ حضورؐ کے ارشاد کے بموجب افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ہے۔ یہ تو نہ ہو کہ حضورؐ کے اُمتی درود کو افضل الذکر بنا دیں۔

۷۔ کلمۂ طیبہ ہو یا درود یا کوئی اور اہم دینی شعار اُسے فرقہ وارانہ یا گروہی علامت نہیں بنانا چاہیے۔ جو چیزیں ساری اُمت کے لیے ہیں وہ ساری اُمت کے لیے چھوڑ دینی چاہئیں۔ خاص طور پر یہ رویّہ کہ جو لوگ ایک خاص ڈھنگ سے درود نہ پڑھیں، اُن کو اپنے سے گھٹیا مسلمان سمجھا جائے اور اتنی رعونت دکھائی جائے کہ اُن کے ساتھ (جہاد کی صف بنانا تو کجا) نماز کی صف نہ بنائی جا سکے۔ بڑی افسوسناک بات ہے۔

مگر ان گزارشات کے بعد میں اپنا نقطۂ نظر یہ بھی بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ کسی خاص امر میں ایک مسلک بنا چکے ہوں اُن سے چڑنے کی ضرورت بھی نہیں، اُن سے نفرت نہ کی جائے، اُن کے خلاف محاذ نہ بنائے جائیں اور اُن سے نمازیں الگ نہ کی جائیں۔ آہستہ آہستہ افہام و تفہیم ہو سکتی ہے۔ افتراق سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

کلامی اور فقہی اختلافات تو ہیں اور رہیں گے، مگر کسی حال میں ایک سچے محبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اختلافات کو افتراقات کا ذریعہ بنائے یا دوسروں کی طرف سے افتراق کی جو رَو چلائی گئی ہو اُس کے ردِّ عمل میں آ کر وہ ایک جوابی غلو یا تشدد اختیار کر لے۔

یہ انتباہ اس لیے ضروری ہوا کہ حضورؐ ہم کو ایک متحد امت دے کر رخصت ہوئے تھے۔ فرقے دے کر نہیں۔ جس کسی نے حضورؐ کی امت میں پہلے تفرقہ ڈالا تھا یا جو آج تفرقہ ڈالتا ہے وہ حضورؐ کی چھوڑی ہوئی امانتِ وحدت میں خیانت کا قصوروار ہے۔ اور وہ اپنے ایمان کو نقصان پہنچاتا ہے۔ حضورؐ ہی کا ارشاد ہے کہ "لا تومنوا حتی تحابوا" تم اس وقت تک ایمان سے مالا مال نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو"۔ دین کی خدمت کرنے والوں کو محبت کا نقیب ہونا چاہیے اور نفرتوں اور کدورتوں کے خارزار پیدا نہیں کرنے چاہئیں۔

آج ہماری صرف ایک کمی دُنیا بھر میں ہمارے لیے باعث نقصان ہو رہی ہے۔ وہ ہے اتحاد کا فقدان۔ ایک ارب مسلمان دنیا کی کایا پلٹ سکتے ہیں مگر کچھ تو نسلی اور علاقائی منافرتوں میں مبتلا ہیں، کچھ دو عالمی قوتوں کی تنزویر کی وجہ سے منقطع ہیں۔ اور کچھ فرقہ وارانہ نزاعات کی وجہ سے دست و گریبان ہیں ـــــ حالانکہ سامنے سے کفر و الحاد کی قوتیں ناوک اندازی کر رہی ہیں۔ آج کتنے ہی علاقے ہیں جہاں مسلمان اغیار کے ظلم کا شکار ہیں۔ مگر وہ اتحاد کی قوت سے محروم ہیں جو تمام مسائل کا حل اور تمام خطرات کا ذریعۂ انسداد ہے۔

رسول اللہ کے لیے ایمان، محبت، اطاعت، پیروی سنّت اور ادب و احسان شناسی کا مسلک اختیار کرنا اور آپ کو اپنا معلّم و مزکی اور حَکم اور نمونہ اور قائد و رہبر ماننا حضورؐ کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

بگڑتے واعظوں نے عجیب سا تصورِ شفاعت رائج کر دیا ہے، جو اُمّت کے عملی انحطاط کا باعث بن رہا ہے۔ یوں سمجھا جاتا ہے کہ دُنیا بھر کے ایسے مجرموں، چوروں، اُچکوں، جواریوں، رشوت خواروں خائنوں اور ظالموں کے لیے جو میلاد کراتے ہوں، ختم دلاتے ہوں اور درود پڑھتے ہوں، گویا حضورؐ (نعوذ باللہ) اس انتظار میں کھڑے ہیں کہ وہ پہنچیں تو انہیں سیدھا جنت میں پہنچا دیں۔ کسی عمل و

خدمت کی ضرورت نہیں، نہ کسی گناہ سے پرہیز اور نہ کسی غلط آمدنی سے اجتناب کی پابندی ہے۔

جاننا چاہیے کہ حضورؐ نے اپنے اچھے اچھے اور پیارے صحابیوں کا جنازہ پڑھنے سے اتنی سی بات پر انکار کر دیا کہ اُن کے ذمے کچھ قرض رہ گیا تھا۔ نماز جنازہ میں بھی تو خدا سے سفارش اور دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ قرض ادا کر دیا گیا تو حضورؐ نے جنازہ پڑھا۔ پھر کتنی ہی احادیث میں حضورؐ نے بعض کرداروں کا ذکر کرتے ہوئے "لَيْسَ مِنَّا" یا "لَيْسُوا مِنِّي" فرمایا کہ ایسے اور ایسوں کو مجھ سے یا ہم سے کوئی واسطہ و معاملہ ہی نہیں۔ رشوت لینے والوں سے فرمایا کہ تم اس ناجائز مال کو کندھوں پر لیے ہوئے قیامت کے دن میرے پاس آؤ گے اور کہو گے کہ یا رسول اللہ! ہمیں چھڑا لیجئے، ہماری سفارش کیجیے۔ میں تم سے صاف کہتا ہوں کہ میں ایسے وبال سے نہیں چھڑا سکوں گا۔ پھر حضورؐ اپنی ہی زبان مبارک سے خدا کے ایسے فیصلے سناتے ہیں کہ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا۔ کیا تصور کیا جاسکتا ہے کہ خدا کے اس فیصلے کو حضورؐ قیامت کے دن بالائے طاق رکھ دیں گے؟ سود کا لین دین کرنے والے سے کہا کہ تمہارے خلاف خدا و رسول کا اعلان جنگ ہے۔ پھر کیا قیامت کے دن مصالحت ہو جائے گی؟

شفاعت کا سیدھا سا تصور یہ ہے کہ حضورؐ راست باز مسلمانوں کے لیے خدا کی اجازت سے عرض کریں گے کہ بار الہا! یہ فلاں شخص تیرا مخلص بندہ اور میرا اطاعت گزار اُمتی تھا۔ اس نے عبادات بھی ادا کیں۔ انفاق بھی کرتا رہا۔ کلمۂ حق کی سربلندی اور اقامتِ دین کی کوشش بھی کی، حرام سے پرہیز کرتا رہا، بس اس سے ایک یا چند لغزشیں ہوگئی ہیں اور اُن پر بھی اس نے توبہ و شرمساری کی راہ اختیار کی ہے، تو اس کی وسیع خدمات اور مجموعی اطاعت شعاری کی رعایت سے اس کی لغزشوں سے درگزر فرما۔ رہے وہ لوگ جو سوچ سمجھ کر دھڑلے سے جرائم کرتے ہیں، جن کی روزمرہ کی زندگی ہی فسق و فجور میں گھری ہو، جن کے دہن و شکم اور جن کے چشم و گوش حرام کے خوگر ہو چکے ہوں، جن کا پیشہ ہی ظلم ڈھانا اور مخلوقِ خدا کو اذیتیں دینا ہو، اُن کے بارے میں اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ بس ختم اور میلاد کے بل پر اُن کا بیڑا پار ہو جائے گا تو یہ دعویٰ خود قرآن کے خلاف ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے تو توبہ کا دروازہ نہیں کھلتا۔ (ليست التوبة للذين......) کجا کہ شفاعت کے دروازے پر خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو جنت میں لے جانے کے لیے کھڑے ہوں اور اُن سے فرمائیں کہ شاباش میرے اُمتیو! تم نے خوب

زندگی گزاری، مزے لوٹے، ستم ڈھائے، فساد پھیلائے، مگر مجھ پر درود بھیجتے رہے، آؤ جنت کے قصر و باغ تمہارے لیے آراستہ ہیں۔

خدا کی جنت اور نبی کی شفاعت اتنی سستی چیزیں نہیں ہیں۔ گراں بہا نہ ہوتیں تو حضورؐ کیوں گالیاں سنتے، طائف میں پتھر کھاتے اور اُحد میں دانت شہید کراتے، اور حضورؐ کے اصحاب کیوں کبھی مکہ کی تپتی ریت پر تڑپتے اور کبھی بدر و اُحد میں خاک و خون میں لوٹ جاتے۔ وہ انفاق، وہ ایثار، وہ ہجرت، وہ جہاد، وہ شہادت، وہ سفر، وہ دوڑ دھوپ یاد کرو ـــــ یہ ہے جنت کو جانے کا راستہ!

مسلمانو! اپنی زندگیاں غلط فہمیوں میں برباد نہ کرو۔

رسولؐ پر ایمان، رسولؐ سے محبت، رسولؐ کی اطاعت، رسولؐ کی طرح دعوت اور گواہی، رسولؐ کی طرح ہجرت کے وقت ہجرت، اور جہاد کے وقت جہاد، رسولؐ کی طرح اقامتِ حق کے لیے سعی و جہد اور رسولؐ کی طرح موقع ملنے پر نظامِ اسلامی کا عملاً نفاذ، یہ ہیں وہ ذمہ داریاں جن کی یاددہانی سیرتِ رسولؐ یا تذکرۂ رسولؐ کا مقصود ہے۔ ان ذمہ داریوں کو سمجھو اور اُن کو اختیار کرو تو انشاء اللہ تمہیں رسول اللہؐ کی شفاعت اور خدا کی بخشش نصیب ہوگی۔

یہ ماہ ربیع الاوّل ہی کا نہیں، سارے مہینوں کا، اور ہر لمحے کا پیغام ہے۔ کیا اسے قبول کرتے ہو؟۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ فِی الدُّنْیَا وَشَفَاعَتَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ اٰمِین۔